بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شریعت پر نشانہ اور ملاؤں کا بہانہ

(۲) شمع فروزاں ۴؍نومبر ۲۰۱۶ء

تیسری بات حلالہ کے بارے میں کہی جاتی ہے، حالانکہ حلالہ، شریعت میں نکاح کی کوئی قسم نہیں ہے، عام طور پر لوگ اس کو اس طرح پیش کرتے ہیں کہ گویا حلالہ ایک منصوبہ بند عمل ہے کہ عورت کسی مرد سے اسی لئے نکاح کرے کہ وہ نکاح کے بعد اس عورت سے میاں بیوی کے تعلق قائم کرے، پھر طلاق دیدے، اور اب پہلے شوہر سے اس کا نکاح ہو جائے، حقیقت یہ ہے کہ عورت کے شوہر اول کے لئے حلال ہونے کا یہ طریقہ ایک اتفاقی عمل ہے یہ کوئی منصوبہ بند عمل نہیں ہے کہ ایک مطلقہ عورت کا کسی مرد کے ساتھ اسی لئے نکاح ہو کہ وہ پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جائے؛ بلکہ اتفاقی طور پر عورت کا کسی مرد سے نکاح ہوا، اور اس سے ازدواجی تعلق بھی قائم ہوا، پھر کسی وجہ سے دونوں کے درمیان نباہ نہیں ہو سکا، اور اس دوسرے مرد سے بھی طلاق کی نوبت آ گئی، تو اب دوبارہ اس کے لئے پہلے شوہر سے نکاح کرنا جائز ہو جائے گا؛ اس لئے نکاح حلالہ کوئی خاص اصطلاح نہیں ہے، اور نہ قرآن و حدیث میں اس نام سے کسی نکاح کا ذکر آیا ہے؛ لیکن یہ حکم کہ تین طلاق کے بعد بیوی شوہر پر پوری طرح حرام ہو جائے گی، اور جب تک کسی دوسرے مرد سے اس کا نکاح نہ ہو جائے اور پھر وہ طلاق نہ دیدے، وہ پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوگی، خود قرآن مجید میں موجود ہے، یہ مولویوں کا بنایا ہوا عمل نہیں ہے، حلالہ کے سلسلہ میں تین نکات خاص طور پر پیش نظر رکھنے چاہئیں:

اول یہ کہ یہ حکم عورتوں کی عزت و وقار کی حفاظت کے لئے آیا ہے، نہ کہ ان کو ذلیل کرنے کے لئے، اسلام سے پہلے طلاق کے لئے کوئی حد متعین نہیں تھی، لوگ سیکڑوں بار طلاق دے کر عورت کو گھر سے باہر نکال دیتے اور پھر لے آتے، اس طرح عورت ایک ایسی ذلیل شئی بن گئی تھی، جسے بار بار گھر سے باہر پھینک دیا جائے، پھر اندر لے آیا جائے، عورت کو اس صورت حال سے بچانے کے لئے قرآن نے حد مقرر کر دی کہ اگر دو کے بعد تیسری طلاق بھی دیدے تو اب مرد اسے اپنی مرضی سے واپس نہیں لا سکتا، اب وہ اس پر حرام ہے اور اسے دوبارہ حلال ہونے کے لئے ایک ایسی شرط رکھ دی گئی، جو عام طور پر مردوں کو قابل قبول نہیں ہوتی، غرض کہ حلالہ کا حکم عورت کی توقیر کے لئے

رکھا گیا ہے نہ کہ اس کی تذلیل کے لئے۔

دوسرے: ایسا نہیں ہے کہ جب بھی شوہر و بیوی کے درمیان جدائی ہوجائے تو حلالہ کی ضرورت پڑتی ہو، حقیقت یہ ہے کہ طلاق کی مختلف صورتوں کو شامل کرتے ہوئے علاحدگی کی نو صورتیں ہوتی ہیں، ان میں آٹھ صورتوں میں حلالہ کی ضرورت نہیں ہے، صرف ایک صورت میں حلالہ کی ضرورت ہے، اس کی تفصیل اس طرح ہے:

(۱) خلع: یعنی شوہر و بیوی کی باہمی رضامندی سے طلاق، اس میں عورت طلاق حاصل کرنے کے عوض اپنے کسی حق سے دستبردار ہوجاتی ہے، یا کچھ مالی عوض ادا کرتی ہے؛ اگرچہ نہ مرد کو کسی مناسب سبب کے بغیر طلاق دینا چاہئے اور نہ عورت کو کسی مناسب سبب کے بغیر خلع کا مطالبہ کرنا چاہئے؛ لیکن بہر حال اگر شوہر بیوی کے مطالبۂ خلع کو قبول کرلے تو رشتۂ نکاح ختم ہوجاتا ہے۔

(۲) فسخ: یعنی بیوی اپنے کسی حق کے ادا نہ کئے جانے یا شوہر کے ظلم و زیادتی کرنے کی وجہ سے دارالقضاء میں فسخ نکاح کی درخواست دے، دارالقضاء شواہد کی روشنی میں اس نتیجہ پر پہونچے کہ عورت کا مطالبہ درست ہے اور وہ نکاح فسخ کردے۔

(۳) ایلاء: یعنی شوہر ہمیشہ کے لئے یا کم سے کم چار ماہ کے لئے بیوی کے ساتھ صنفی تعلق نہیں رکھنے کی قسم کھالے، اگر وہ اپنی اس قسم پر قائم رہے، یہاں تک کہ چار ماہ گزر جائے تو بیوی پر خود بخود طلاق واقع ہوجائے گی۔

(۴) لعان: یعنی شوہر نے بیوی پر الزام لگایا کہ میں نے اس کو اپنی آنکھوں سے زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے؛ لیکن اس کے پاس اس کا ثبوت فراہم نہ ہو، تو دارالقضاء دونوں سے چار چار دفعہ قسم کھلائے گا، اور پانچویں دفعہ شوہر کہے گا: اگر میں نے اس پر جھوٹا الزام لگایا تھا تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو، اور بیوی کہے گی: اگر یہ مرد الزام لگانے میں سچا ہے تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو، اس کے بعد دارالقضاء نکاح فسخ کردے گا اور رشتۂ نکاح ختم ہوجائے گا---احناف کے نزدیک اس صورت میں اگر شوہر اپنی بات سے رجوع کرلے یا بیوی شوہر کے الزام کی تصدیق کردے تو دوبارہ ان کے درمیان نکاح ہوسکتا ہے۔

(۵) شوہر ایک بار اپنی بیوی کو لفظ طلاق کی صراحت کے ساتھ طلاق دے، جیسے کہے: میں نے تم کو طلاق دیا، یا ایک طلاق دیا، اس صورت میں شوہر کو حق ہوگا کہ عدت گزرنے سے پہلے پہلے بیوی کو لوٹالے، اس کو ’’طلاق رجعی‘‘ کہتے ہیں۔

(۶) شوہر بیوی کو دو مرتبہ طلاق کے صریح لفظ سے طلاق دے، خواہ دونوں طلاق ایک ہی وقت

میں دے، یا الگ الگ وقتوں میں، اس صورت میں بھی طلاق رجعی واقع ہوگی۔

(۷) طلاق بائن: یعنی شوہر اپنی بیوی کو کہے: میں نے تم کو ایک طلاق بائن دی، یا کوئی ایسے مبہم لفظ سے طلاق دے،جس سے طلاق کا معنیٰ بھی مراد لیا جاسکتا ہو،اور دوسرا معنیٰ بھی، جیسے کہے: تو آزاد ہے، یہاں ''آزاد ہے'' کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ تو میری خدمت سے آزاد ہے، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تو میکے میں رہنے کے لئے آزاد ہے،اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تو میرے نکاح سے آزاد ہے، جو طلاق کے ہم معنیٰ ہے،اب اگر اس نے کہا کہ میری یہی مراد تھی اور میں نے اس لفظ سے طلاق دی ہے،تو یہ طلاق بائن ہوگی،اس میں نئے نکاح کے ذریعہ دوبارہ ازدواجی رشتہ قائم کیا جاسکتا ہے؛لیکن شوہر کو یک طرفہ طور پر لوٹانے کا حق نہیں ہوگا----اگر ایک کے بجائے دو طلاق بائن یکے بعد دیگرے دی جائے،تو پہلی واقع ہوگی، دوسری واقع نہیں ہوگی،اور اگر ایک ساتھ دو طلاق بائن دی جائے، جیسے کوئی شخص کہے: میں نے تم کو دو طلاق بائن دی تو دو طلاق بائن واقع ہوجائے گی،اور دوبارہ نکاح کرنے کی گنجائش باقی ہوگی۔

(۸) اگر کسی نے اپنی بیوی کو اس طرح طلاق دی کہ تین کا عدد استعمال نہیں کیا؛ بلکہ صرف الفاظ طلاق کو دہرایا، جیسے کہا؛ میں نے طلاق دی، میں نے طلاق دی، میں نے طلاق دی،اور شوہر نے کہا کہ میرا ارادہ تین طلاق دینے کا نہیں تھا،ایک ہی طلاق دینا مقصود تھا،دوسری اور تیسری دفعہ میں نے تاکید کے طور پر کہا تو اس صورت میں دوسرے فقہاء نیز امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بھی دیانۃً ایک طلاق رجعی واقع ہوگی،عدت کے اندر شوہر کو لوٹانے کا حق ہوگا،اور عدت کے بعد آپسی رضامندی سے دوبارہ نکاح کرنے کی گنجائش ہوگی۔

یہ کل آٹھ صورتیں ہوئیں،جن میں چار صورتیں طلاق کی ہیں،اور چار صورتیں طلاق کے علاوہ علاحدگی کی ہیں،ان تمام صورتوں میں اگر دونوں دوبارہ نکاح کرنا چاہیں تو نکاح کر سکتے ہیں، یہ ضروری نہیں ہے کہ عورت کسی دوسرے مرد کے نکاح میں جائے، پھر اس سے علیحدگی ہو تو اب اس کے لئے پہلے شوہر سے نکاح کی اجازت ہو۔

(۹) نویں صورت یہ ہے کہ شوہر نے ایک ہی بار یا مختلف مجلسوں میں اپنی بیوی کو تین کے عدد کی صراحت کے ساتھ تین طلاق دیدی، یا تین کے عدد کی صراحت کے بغیر تین بار الفاظ طلاق کو دہرایا اور کہا کہ دوسری اور تیسری بار کہنے سے میرا مقصود تاکید نہیں تھا؛ بلکہ میرا ارادہ تین طلاق دینے کا تھا،تو مختلف مجلسوں میں دی ہو تو بالاتفاق،اور ایک ہی مجلس میں دی ہو تو جمہور کے نزدیک تینوں طلاقیں واقع ہوجائیں گی،اور اب وہ عورت دو ہی صورتوں میں شوہر اول کے لئے حلال ہوسکے گی، یا تو اس کا کسی مرد سے نکاح ہو،اور نکاح کے بعد صنفی تعلق سے پہلے یا اس کے بعد اس

دوسرے شوہر کا انتقال ہوگیا ہو، یا دوسرے شوہر نے اس سے صنفی تعلق بھی قائم کرلیا ہواور پھر طلاق دے دی ہو۔

غرض کہ علیحدگی کی صرف ایک ہی صورت میں حلالہ ہوتا ہے، اور مسلم سماج میں ایسے واقعہ کا تناسب بہت ہی کم ہے۔

تیسری قابل ذکر بات وہ ہے جو خود میرے سامنے پیش آئی، راقم الحروف کے پاس میاں بیوی کے اختلاف کا ایک واقعہ آیا، جس میں عورت اپنے شوہر سے طلاق کی خواہاں تھی، اس نے بہت اصرار سے اپنے شوہر کو طلاق دینے کے لئے آمادہ کیا تھا، اور اس کو لے کر میرے پاس آئی، اس نے شوہر کو اس بات پر آمادہ کرلیا تھا کہ وہ اس کو تین طلاق دیدے گا، میں نے اس خاتون کو سمجھایا کہ علیحدگی کے لئے ایک طلاق بائن بھی کافی ہے، تین ضروری نہیں ہے؛ بلکہ ایک ساتھ تین طلاق دینا گناہ ہے؛ لیکن اس کا اصرار تھا کہ آپ تین طلاق ہی لکھ دیں؛ کیوں کہ میں اس شخص سے عاجز آچکی ہوں، اگر نکاح کی گنجائش رہی تو چونکہ میرے والدین گزر چکے ہیں؛ اس لئے مجھے اندیشہ ہے کہ وہ ہمیں پھر انہیں کے ساتھ نکاح کرنے پر مجبور کریں گے، اور میں اس شخص کے ظلم ستم سے عاجز آچکی ہوں، تو تیسری طلاق یقیناً گناہ اور ناپسندیدہ شئے ہے؛ لیکن جیسے اس سے مسائل پیدا ہوتے ہیں، ایسے ہی بعض دفعہ یہ مسائل کا حل بھی بن جاتا ہے۔

غرض کہ اِس وقت جو لوگ مولویوں اور ملاؤں کے نام پر تبرا کر رہے ہیں، یا مسلم پرسنل لا بورڈ کو موردالزام ٹھہرا رہے ہیں، ان کو اصل میں اسلام اور شریعت اسلامی پر اعتراض ہے؛ اس لئے مسلمانوں کو ہرگز ان کے دام میں نہ آنا چاہئے، یہ فروخت شدہ مال اور اعداء اسلام کا خریدکیا ہوا ہتھیار ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے اور امت کو ان کے شر سے محفوظ رکھے۔

....